حکمران کو نصیحت اور انکارِ منکر کے احوال

حافظ عبید الرحمٰن عبد الستار گوندل
obaidurr3hman@gmail.com

شریعت اسلامی نے حاکم ومحکوم کے حقوق وواجبات واضح اور تفصیلا بیان کر دیے ہیں۔ حاکم پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کی شریعت نافذ کرے، عدل قائم کرے، منہج شوری اپنائے، حدود اللہ کا نفاذ کرے، اہل حق کے حقوق ان تک پہنچائے۔ اسی طرح رعایا پر واجب ہے کہ وہ معروف میں حاکم کی اطاعت کریں، اس کے خلاف خروج نہ کریں، اس کے ظلم پر صبر کریں اور اس کو نصیحت کریں۔

رعایا کے واجبات میں سے ایک واجب حکمران کی غلطی پر اس کو نصیحت کرنا ہے۔ اور یہ اہل السنہ کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے جو انہیں خوارج وروافض سے ممتاز کرتا ہے۔ خوارج حاکم کی غلطی پر خروج واجب قرار دیتے ہیں اور روافض اپنے حکام کو قداست وعصمت سے متصف کر کے درجہ نبوت تو کیا درجہ الوہیت پر فائز کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے اہل السنہ والحدیث کو توفیق بخشی ہے کہ وہ ہر عصر ومصر میں حکام کو نصیحت اور انکار منکر کا فریضہ ادا کرتے آئے ہیں۔ جہالت، سیاسی ہوس اور خواہشات پرستی کی وجہ سے بعض لوگوں نے حکمران کو نصیحت اور انکار منکر کرنے کے دلائل اور عمل سلف صالحین سے غلط استدلال کرنے اور اس کے مختلف احوال کو ایک دوسرے میں خلط کر کے انکار منکر کے بدعی طرق کو جواز بخشنے کی کوشش کی ہے۔ پس ہم ذیل میں کتاب وسنت کے دلائل سے نصح حکام کے وجوب اور اس کے احوال ذکر کرتے ہیں تاکہ ان میں تلبیس وتحریف دور ہو اور یہ اصل عظیم واضح ہو جائے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

((وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ))

”لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“ [1]

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سمع وطاعت پر بیعت کی تو آپ نے مجھے اس کی تلقین کی کہ جتنی مجھ میں استطاعت ہو اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔“ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الدِّينُ النَّصِيحَةُ. قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ))

”دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے حکام کی اور سب مسلمانوں کی۔“ [3]

اور فرمایا:

---

[1] (سورۃ آل عمران:104)

[2] (صحیح بخاری:7204، صحیح مسلم:56)

[3] (صحیح مسلم:55)

((ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ، تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ))

”تین کاموں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: خالصتاً اللہ تعالی کے لیے عمل کرنا، مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کرنا اور ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان کی دعا انہیں چاروں طرف سے گھیرے رہتی ہے۔“ [1]

اور فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ، وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلَ، وَقَالَ: وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ))

”اللہ تعالی تمہاری تین باتوں سے راضی ہوتا ہے اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ راضی ہوتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھام لو، اور جسے اللہ تعالی نے تمہارے معاملے کا حاکم بنایا ہے اس کی خیر خواہی کرو۔ اور تمہارے لیے قیل وقال، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا ناپسند کرتا ہے۔“ [2]

پہلی حالت: حکمران کو سِرّاً (خفیہ) نصیحت کرنا:

حکمران کو نصیحت کرنے میں اصل یہ ہے کہ سراً نصیحت کی جائے، یہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ان سے کہا گیا:

((أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فَقَالَ أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ))

”تم کیوں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں جاتے اور ان سے گفتگو نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں جب ان سے بات کروں تو تم کو سناؤں، اللہ کی قسم! میں نے ان سے بات کی ہے جو میرے اور ان کے درمیان تھی اس کے بغیر کہ میں کسی ایسی بات کا آغاز کروں جس میں سب سے پہلے دروازہ کھولنے والا میں بنوں۔“ [3]

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مُرَادُ أُسَامَةَ أَنَّهُ لَا يَفْتَحُ بَابَ الْمُجَاهَرَةِ بِالنَّكِيرِ عَلَى الْإِمَامِ لِمَا يَخْشَى مِنْ عَاقِبَةِ ذَلِكَ بَلْ يَتَلَطَّفُ بِهِ وَيَنْصَحُهُ سِرًّا فَذَلِكَ أَجْدَرُ بِالْقَبُولِ))

”اسامہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ وہ حاکم پر نکیر کر کے علانیہ تنقید کا دروازہ نہیں کھولنا چاہتے جس کا انجام اچھا نہ ہو بلکہ اس سے نرمی سے بات ہو اور اسے سراً نصیحت کی جائے کیونکہ یہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔“ [4]

سعید بن جمہان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ مَحْجُوبُ الْبَصَرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ وَالِدُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَتَلَتْهُ الْأَزَارِقَةُ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْأَزَارِقَةَ، لَعَنَ اللّٰهُ الْأَزَارِقَةَ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ

---

[1] (سنن ابن ماجہ: 3056)

[2] (موطا مالک: 2833، صحیح ابن حبان: 3388، الادب المفرد: 442)

[3] (صحیح بخاری: 3267، 7098، صحیح مسلم: 2989 واللفظ لہ)

[4] (فتح الباری لابن حجر: 52/13)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ، قَالَ: قُلْتُ: الْأَزَارِقَةُ وَحْدَهُمْ أَمِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا؟ قَالَ: بَلِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا. قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَظْلِمُ النَّاسَ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ، قَالَ: فَتَنَاوَلَ يَدِي فَغَمَزَهَا بِيَدِهِ غَمْزَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ جُمْهَانَ عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ، فَأْتِهِ فِي بَيْتِهِ، فَأَخْبِرْهُ بِمَا تَعْلَمُ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكَ، وَإِلَّا فَدَعْهُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ))

"میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان کی نظر چلی گئی تھی، میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے مجھے کہا: آپ کون ہو؟ میں نے کہا میں سعید بن جمھان ہوں۔ انہوں نے کہا: آپ کے والد کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ازارقہ پر اللہ تعالی کی لعنت ہو، ازارقہ پر اللہ تعالی کی لعنت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان کیا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا صرف ازارقہ یا سب خوارج؟ انہوں نے کہا: سب خوارج۔ میں نے کہا: حکمران لوگوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور زور سے جھٹکا دیا۔ پھر فرمایا: ابن جمھان تیرا برا ہو (بد دعا مراد نہیں بطور ترحم و درد مندی بولا جاتا ہے) سواد اعظم کو لازم پکڑ، سواد اعظم کو لازم پکڑ، اگر حکمران تیری بات سنتا ہے تو اس کے گھر جاؤ اور اسے بتاؤ جو تم جانتے ہو، اگر تم سے قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے چھوڑ دو، تم اس سے زیادہ نہیں جانتے۔" [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ، فَلَا يُبْدِ لَهُ عَلَانِيَةً، وَلَكِنْ لِيَأْخُذْ بِيَدِهِ، فَيَخْلُوَ بِهِ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ لَهُ))

"جو حکمران کو نصیحت کرنا چاہے تو اسے اعلانیہ ظاہر نہ کرے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں اس سے بات کرے، پس اگر اس نے اس سے قبول کر لی تو ٹھیک ورنہ اس نے اپنا حق ادا کر دیا جو اس پر واجب تھا۔" [۲]

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ حکمران کو سرِ نصیحت کی جائے، اور اس کی عدم موجودگی میں گلی بازاروں اور منبر و محراب سے اس کی غلطیاں بیان کرنا نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہے۔

دوسری حالت: حکمران کی موجودگی میں لوگوں کے سامنے نصیحت اور انکارِ منکر کرنا:

ضرورت و حاجت کے پیش نظر مصالح و مفاسد کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے حکمران کی موجودگی میں اس کو نصیحت کرنا اور منکرات پر انکار کرنا، تاکہ لوگ اس منکر پر اس کی پیروی نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ))

"ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا عظیم جہاد ہے۔" [۳]

ابو شریح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے کہا جب وہ مکہ میں (ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے:

((ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ، أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا

[۱] (مسند احمد: 19415)

[۲] (مسند احمد: 15333، السنة لابن أبي عاصم: 1097)

[۳] (سنن ترمذی: 2147، سنن ابو داود: 4344، سنن ابن ماجہ: 4011 وغیرھم)

يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً))

"اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کردوں، جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ تو کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے۔" [1]

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں آئے، دیکھا کہ عبدالرحمان بن ام حکیم بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، تو انھوں نے فرمایا:

((انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا))

"اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور جب وہ تجارت یا کوئی مشغلہ دیکھتے ہیں تو ادھر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔" [2]

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هٰذَا الْكَلَامُ يَتَضَمَّنُ إِنْكَارَ الْمُنْكَرِ وَالْإِنْكَارَ عَلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ إِذَا خَالَفُوا السُّنَّةَ))

"یہ بات انکار منکر پر مبنی ہے، اور حکام پر انکار کی دلیل ہے جب وہ سنت کی مخالفت کریں۔" [3]

خالد بن سمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(خَطَبَ الْحَجَّاجُ الْفَاسِقُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَرَّفَ كِتَابَ اللّٰهِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: كَذَبْتَ كَذَبْتَ كَذَبْتَ. مَا يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ وَلَا أَنْتَ مَعَهُ)

"حجاج فاسق نے منبر پر خطبہ دیا اور کہا کہ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ وعن ابویہ) نے کتاب اللہ میں تحریف کی ہے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو نے جھوٹ کہا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے جھوٹ کہا، وہ ایسا نہیں کرسکتے اور نہ تو ہی۔" [4]

اس کے علاوہ سلف صالحین سے حکمران کی موجودگی میں لوگوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے بہت سارے واقعات مروی ہیں جو سلف صالحین کے ہاں ضرورت ومصلحت کے پیش نظر لوگوں کے سامنے اس کی موجودگی میں نصیحت اور انکار منکر کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتے ہیں۔

بعض لوگ ان دلائل کو بنیاد بنا کر حکمران کی عدم موجودگی میں اس پر تنقید کو جائز قرار دیتے ہیں جو کہ انکار منکر کے احوال سے جہالت اور ان حالتوں کو ایک دوسرے میں خلط کا نتیجہ ہے۔

تیسری حالت: حکمران کی عدم موجودگی میں اس پر انکار وتنقید کرنا:

اس میں دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

حکمران کی غیر موجودگی میں اس کے نام سے اس پر علانیہ تنقید کرنا۔ یہ پہلی دو صورتوں میں ذکر کردہ نصوص اور عمل سلف کے مخالف ہونے کی وجہ

---

[1] (صحیح بخاری: 104، صحیح مسلم: 1354)

[2] (صحیح مسلم: 864، سنن نسائی: 1397)

[3] (شرح النووي على مسلم: 152/6)

[4] (الطبقات لابن سعد: 139/4)

سے ناجائز ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ینبغی لمن ظہر لہ غلط الإمام فی بعض المسائل أن یناصحہ ولا یظہر الشناعة علیہ علی رؤوس الأشہاد بل کما ورد فی الحدیث أنہ یأخذ بیدہ ویخلو بہ ویبذل لہ النصیحة ولا یذل سلطان اللہ وقد قدمنا فی أول کتاب السیر ھذا أنہ لا یجوز الخروج علی الأئمة وإن بغوا فی الظلم أی مبلغ ما أقاموا الصلاة ولم یظہر منہم الکفر البواح والأحادیث الواردة فی ھذا المعنی متواترة ولکن علی المأموم أن یطیع الإمام فی طاعة اللہ ویعصیہ فی معصیة اللہ فإنہ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق))

"جسے بعض مسائل میں حکمران کی غلطی پتا چلے تو وہ اسے نصیحت کرے، اور لوگوں کے سامنے اس پر تنقید نہ کرے بلکہ جیسا احادیث میں آیا ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں اس کو نصیحت کرے اور اللہ کے سلطان کو ذلیل نہ کرے، اور جیسا کہ کتاب السیر میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حکمرانوں پر خروج کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ ظلم میں کس حد تک پہنچ جائیں جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں، اور اس کے متعلق احادیث متواتر درجے کو پہنچی ہیں، اور رعایا کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی اطاعت میں اس کی اطاعت کریں اور اس کی معصیت میں اس کی نافرمانی کریں، کیونکہ اللہ کی نافرمانی والے کام میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔" [1]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((جمیع الإنکارات الواردة عن السلف إنکارات حاصلة بین یدی الأمیر أو الحاکم))

"سلف سے حکمران پر انکار کے جتنے واقعات وارد ہوئے ہیں وہ سب اس کی موجودگی میں پیش آئے ہیں۔" [2]

دوسری حالت:

حکمران کی عدم موجودگی میں اس کا نام لیے بغیر منکرات سے خبردار کرنا اگرچہ ان منکرات میں حکمران ملوث ہو۔ جیسے سود، زنا، شراب، رشوت، اور ٹیکس کی حرمت بیان کرنا اور بدعتی احزاب و جماعات اور ان کی دعوت و منہج کا رد کرنا اگرچہ اس پارٹی کا رکن حاکم ہی کیوں نہ ہو وغیرہ۔ یہ صورت انکار منکر کے عمومی دلائل کی وجہ سے جائز ہے اور اہل اسلام کا شعار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))

"تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے، اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔" [3]

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لیس من منہج السلف التشہیر بعیوب الولاة وذکر ذلک علی المنابر؛ لأن ذلک یفضی إلی الفوضی وعدم السمع والطاعة فی المعروف، ویفضی إلی الخوض الذی یضر ولا ینفع، ولکن الطریقة المتبعة عند السلف:

---

[1] (السیل الجرار:4/556)

[2] (لقاءات الباب المفتوح:62)

[3] (صحیح مسلم:49)

النصيحة فيما بينهم وبين السلطان، والكتابة إليه، أو الاتصال بالعلماء الذين يتصلون به حتى يوجه إلى الخير. أما إنكار المنكر بدون ذكر الفاعل: فينكر الزنا، وينكر الخمر، وينكر الربا من دون ذكر من فعله، فذلك واجب؛ لعموم الأدلة. ويكفي إنكار المعاصي والتحذير منها من غير أن يذكر من فعلها لا حاكما ولا غير حاكم))

”حکمرانوں کے عیوب کی تشہیر کرنا اوران کا منبروں پر ذکر کرنا سلف کا منہج نہیں، کیونکہ یہ انتشار اور معروف میں ان کی سمع وطاعت نہ کرنے کا سبب بنتا ہے، اور ایسی باتوں میں پڑنے کا سبب بنتا ہے جو نقصان دہ ہیں نفع مند نہیں، جبکہ سلف کے ہاں جو طریقہ متبعہ ہے وہ حکمران سے علیحدگی میں نصیحت، کتابت کے ذریعے اور ان علماء تک بات پہنچا کر جو اس سے ملتے ہیں تاکہ اسے خیر کی نصیحت کریں۔ رہا فاعل کا نام لیے بغیر برائیوں کا انکار جیسے زنا، شراب اور سود سے خبردار کرنا تو یہ عمومی دلائل کی وجہ سے واجب ہے۔ اور برائیوں پر انکار اور ان سے خبردار کرنا کافی ہے بغیر فاعل کا نام ذکر کیے، حاکم کا اور نہ غیر حاکم کا۔“ [1]

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

[1] (مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز: 210/8)